میلاد ابن الجزری

عرف التعریف بالمولد الشریف

مصنف

للامام المقرئ أبی الخیر محمد بن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اردو ترجمہ

فضیلۃ الشیخ عاصی بغدادی مدظلہ العالی



تحریکِ اتحادِ اہلسنّت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

نام کتاب : میلاد ابن الجزری عرف التعریف بالمولد الشریف

سن اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۸ھ بمطابق دسمبر 2016ء

بار اول: (ایک ہزار)

سلسلہ مفت اشاعت نمبر: 85

ناشر: تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان (کراچی)

مرکزی دفتر: میزنائن فلور، داتا اپارٹمنٹ، پولیس چوکی کھارادر، کراچی

﴿عرض ناشر﴾

''میلاد ابن الجزری عرف التعریف بالمولد الشریف'' رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ رسالہ تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے۔ تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان کی جانب سے چار لاکھ سے زائد کتب اور رسالہ المصطفیٰ اور لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے ہیں۔ آپ حضرات سے گزارش ہے کہ سلسلۂ مفت اشاعت کو مزید ترقی دینے کے لئے آپ ہمارے ساتھ مالی تعاون فرمائیں۔ شکریہ

گزارش

اگر آپ کو اس رسالے میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا کوئی کمی بیشی نظر آئے تو اسے اپنے قلم سے درست کر کے ہمیں بھیجئے تاکہ ہم آئندہ اشاعت میں اس کمی کو پورا کر سکیں۔

فہرست

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

پیش لفظ

آج ہم پندرہویں صدی کا ایک تہائی حصہ گزار چکے ہیں، پہلے لوگ چودہویں صدی کے فتنوں سے پناہ مانگتے تھے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ فتنوں کا دور دورہ ہے، ہر روز نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، بچا ہوا وہی ہے، جس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے، سچے لوگ وہی ہیں جو سلف صالح اور بزرگوں کے راستوں پر گامزن ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے برصغیر پاک و ہند میں حق اور اہل حق کی پہچان کے لئے جہاں، اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ الابرار کی ذات پاک کو کسوٹی بنایا ہے، ساری دنیا اور خاص طور پر عرب ممالک میں میلادِ مصطفیٰ منانا، اہل حق کی پہچان و شعار بن چکا ہے۔

استاذ محترم قاری خیر محمد صاحب پچھلے دنوں حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے، ان سے مدینہ منورہ میں تفصیلی ملاقات ہوئی۔ موصوف 50 سال سے قرات کی تعلیم اور تدریس کے شعبے سے منسلک ہیں۔ پاکستان، مصر، شام اور حجازِ مقدس میں اجلہ قراء سے علم تجوید و قرآت میں فیضیاب ہو چکے ہیں، نہ صرف یہ کہ اعلیٰ اسناد اور اجازات سے مشرف ہیں بلکہ پاکستان (فقیر، دارالعلوم امجدیہ کراچی میں، حضرت سے مستفید ہوا ہے) بلکہ عرب ممالک، یورپ میں بھی تدریسی و تعلیمی خدمات سے منسلک رہے ہیں اور عمر کے اس

حصہ میں بھی یہی شوق ان کو نشیط و محرک رکھے ہوئے ہے۔ برطانیہ اور ہالینڈ میں قرآن پاک کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مدینہ منورہ میں دوران گفتگو مولودِ برزنجی کا ذکر چھڑ گیا، قاری صاحب نے فرمایا کہ علم قرآت میں علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات، تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک متفقہ طور پر امام کا درجہ رکھتی ہے، اُنہوں نے بھی میلاد کے موضوع پر ایک عظیم کتاب بنام "عرف التعریف بالمولد الشریف" کے نام سے لکھی ہے اور میں نے مصر میں اس کو دیکھا ہے۔ ہم نے انٹرنیٹ پر تلاش کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کی، حضرت نے خواہش ظاہر کی کہ اس کا اردو ترجمہ کر کے شائع کیا جائے تاکہ جو لوگ سادہ لوح عوام کو بہکاتے ہیں اور جشن میلاد پر اعتراض کرتے ہیں، ان کو پتہ چل جائے کہ ہمارے اکابر امثال امام جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی (صحیح) عقیدے کے تھے، جو آج کل میلاد منانے والے کہلاتے ہیں، کا عقیدہ و طریقہ ہے۔

حضرت کے حکم کی تعمیل میں یہ ترجمہ پیش خدمت ہے۔ اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس میں فقیر سے جو تقصیر پائیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

فقط

فقیر قادری عاصی بغدادی

حالاتِ موکف شیخ القراء امام محمد ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام: محمد، والد کا نام: محمد، دادا کا نام: محمد، کنیت: ابو الخیر، القاب: شمس الدین، قدوۃ المجودین

جزیرہ ابن عمر مشرق وسطی حدود شام میں موصل شہر کے شمال میں جبل جودی کے قریب (جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی آکر لگی تھی) ایک نہر جس کو نہر دجلہ ہلال کی طرح احاطہ کئے ہوئے ہے، ابن جزری کے آباء واجداد اس جزیرہ کے رہنے والے تھے لہٰذا اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابنِ جزری کہتے ہیں۔

ولادت: ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ، 26 نومبر 1350ء

آپ کے والد محترم کی شادی کو 40 برس گذر چکے تھے لیکن وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ دورانِ حج بیت اللہ آپ کے والد صاحب پر رقت طاری ہوئی اور آپ زم زم پیتے ہوئے چاہ زم زم پر دعا کی "اے میرے رب مجھے نیک وصالح اولاد عطا فرما"

تو اللہ تعالیٰ نے زم زم شریف کی برکت سے آپ کے والد صاحب کی دعا کو قبول فرمالیا۔

مختصر حالاتِ زندگی: بارہ سال کی عمر میں مکمل قرآنِ پاک حفظ کر لیا تھا۔

سترہ سال کی عمر میں قرآنِ مجید کی سات مشہور قرآت کا علم حاصل کیا۔

پھر حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قاہرہ، اسکندریہ، بعلبک اور دیگر شہروں میں نامور اساتذہ کی شاگردی اختیار کی۔

احادیث کی کتب سبقاً سبقاً نامور محدثین سے پڑھیں، یہاں تک کہ آپ کو اسناد کے ساتھ ایک لاکھ احادیث یاد ہو گئی تھیں۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

"اذن لہ غیر واحد بالافتاء والتدریس والاقراء"

یعنی بہت سے مشائخ نے آپ کو افتاء، درس وتدریس اور قرآت پڑھانے کی اجازت سے نوازا۔

اپنی پوری زندگی اشاعتِ علم بالخصوص فن قرآت اور مدارس کے قیام میں صرف کی۔

طویل عرصہ تک شیراز کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بھی رہے۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ بھی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

ربیع الاول شریف ۸۲۸ھ، جنوری ۱۴۱۵ء میں آپ کو مسجد الحرام میں مسند احمد کا درس دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیشمار کتب تصنیف فرمائیں جن میں خاص کر "مقدمۃ الجزریہ" جو آج بھی دنیا بھر کے مدارس میں فن قرآت سیکھنے والوں کو پڑھائی جاتی ہیں۔

"طیبۃ النشر" ایک کتاب لکھی جس میں سات اور دس قراتوں کے اختلاف کو ایک ہزار اشعار کی صورت میں نظم کیا۔

معمولات: آپ نے شب وروز کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ قرأت وحدیث کی تعلیم،، دوسرے حصہ میں تصنیف وتالیف اور تیسرے حصہ میں عبادت کرتے تھے۔ سفر کی حالت میں بھی تہجد ترک نہ فرمائی، ہر ماہ پانچ روزے رکھتے تھے۔

آپ کی علمیت کا اندازہ مذکورہ بات سے لگائیں کہ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے فرمایا

:"لا نظير له فى القراءات فى الدنيا فى زمانه وكان حافظا للحديث"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں دنیا میں علم قرأت میں آپ کی کوئی نظیر نہیں تھی۔

وصال: ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ، 2 دسمبر 1429ء، شیراز میں اپنی قیام گاہ میں علم وعمل کا آفتاب غروب ہوا۔ آپ نے 82 برس کی عمر پائی۔ آپ کو شیراز میں آپ کے مدرسہ دار القراء میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کے مزید حالات پڑھنے کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی "بستان المحدثین" کا مطالعہ کریں۔

اللہ رب العزت کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہم سب کی مغفرت ہو۔ آمین

خاکسار

عبدالرحمن قادری



مقدمہ تحقیق

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس کا فرمان ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[3] اور درود وسلام ہوں، ہمارے مالکو سردار محمد ﷺ پر جو سچے، وعدے پورا فرمانے والے، امانت دار اور ان کی آل اور تمام اصحاب پر۔

حمد وصلاۃ کے بعد اس قلت علم وعلماء کے دور میں جاہل اور جہالت کی کثرت ایک بڑی مصیبت ہے جبکہ امت کے سلف صالح کے معمولات ومسائل سے انکار کچھ مدعیان علم کا نہ صرف وطیرہ بن چکا ہے بلکہ ان کی دست درازیاں وموشگافیاں صاحب مقام محمود (ان کے رب کے ان پر درود وسلام ہو) تک پہنچ چکی ہیں اور ایسے افکار وکلمات اور شبہات سادہ لوگوں کے ذہنوں میں ڈالے جا رہے ہیں جن کا تصور تک اللہ ورسول ﷺ کے سچے محبت کرنے والے امتی کے ذہن میں آنا ممکن نہیں۔ ان میں سے حضور اکرم ﷺ کا یوم ولادت منانا اور اس پر فرحت وخوشی کا انکار کرنا ہے۔ اس پر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ صحابہ و تابعین نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟

تو یہ وضاحت کرتے چلیں کہ ابتداء اسلام کے دور میں جب کہ نبوت کے سورج نے طلوع فرمایا اور ماہ نبوت کی بعثت اور دعوت کی کرنیں پھیل چکیں، وہیں کائنات کے

[3] سورۃ الاحزاب ۴۰

سربستہ راز کھل رہے تھے۔ قلوب خالق ومالک کی معرفت سے سیر اب ہو رہے تھے اور انسانیت غلامی کی بوسیدہ زنجیروں سے آزاد ہو رہی تھی اور فطرت سلیمہ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بنیادوں پر معاشرت استوار ہو رہی تھی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جو اسلام کا ابتدائی دور تھا، یاد رہے کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے جن کی ذات اقدس ساری امت کے لئے اسوہ و بہترین نمونہ ہے؛ اپنی ولادت کے دن (پیر) کو روزہ رکھ کر منا رہے تھے۔ خلفاء راشدین کے دور میں، ان کے کاندھوں پر جو عظیم ذمہ داریاں عائد تھیں۔ یہ ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ خاص اس دن کوئی عام خوشی منائی جائے بلکہ سرکار ﷺ کے رفیق اعلیٰ کی طرف چلے جانے کے بعد، اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ، جزیرہ عرب میں دین کی بنیادیں استوار کرنے میں مشغول رہے اور سرکار ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد جو جو فتنے پھیلے ان کے سد باب پر توجہ مرکوز فرمائی اور جہاد میں توسع اور فتوحات بلدان کی ذمہ داریاں نبھانے کو سرکار ﷺ کے ولادت کے دن کی خوشی منانے پر ترجیح دی کہ فرائض، نوافل پر مقدم ہیں۔

دولتِ امویہ میں خلفاء اپنے آپس کے تنازعات اور سیدنا زبیر اور سیدنا حسین کی شہادت اور پھر خوارج کی سرکوبی میں مشغول رہے جبکہ خلافتِ عباسیہ کا دور آپس کی ریشہ دوانیوں اور پیدا شدہ فتنوں کی سرکوبی میں مشغولیت کا دور رہا۔ اب دولتِ فاطمیہ (چوتھی صدی ہجری) میں جبکہ سرکار ﷺ کی سیرت مبارکہ اور میلاد شریف پر کتابیں تحریر ہو چکی تھیں مثلاً ابن ابی عاصم کا تذکرہ میلاد، جس کو شرق و غرب کے علماء نے حفظ و نشر کے ذریعہ قبولیت عامہ عطا فرمائی، اسی طرح مشرق میں جشن میلاد کا اجراء ہوا اور اندلس

میں سلطانسبہ ابوالعباس العرفی نے اس موضوع پر "الدر المعظم فی المولد المعظم" معتبر روایت کے ساتھ تالیف فرمائی جس کا تذکرہ اور تعریف "ازھار ریاض" میں کیا گیا ہے اور "میلاد شریف پر تالیفات" نامی کتاب میں ہمارے شیوخ کے استاد سید عبدالحی کتانی نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی شیخ القراء، حفاظ کے سردار، ابوالخیر محمد بن محمد ابن الجزری دمشقی کی یہ مختصر تالیف بھی ہے جو "عرف التعریف بالمولد الشریف" کے نام سے موسوم ہے اور یہ ان ہی کی "مولد کبیر"، جس کا تذکرہ ان کی سوانح لکھنے والوں امام سخاوی نے فرمایا ہے؛ کی تلخیص ہے، اس کی سند مسلسل امام زکریا انصاری نے اپنے شیخ ابو نعیم رضوان المستملی کے ذریعے مولف سے سماعت تک روایت کی جسے خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے اپنے فتاویٰ میں اور امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں ذکر فرمایا اور انہیں اپنے مشائخ میں شمار فرمایا۔ میں نے اس کی تحقیق و تخریج میں اس نسخہ پر بنیاد رکھی جو برسٹن یونیورسٹی میں فن ۲۲۵ پر فولڈر میں ص ۱۳۱ تا ص ۱۳۸ موجود ہے اور مولف کا تعارف ہمارے شیخ مطیع الحافظ نے اپنی کتاب "دمشق کے عظیم قراء اور ان کی قرأت" میں ص ۲۶۲ سے ص ۲۷۵ میں فرمایا ہے۔

اس کی روایت تسلسل کے ساتھ علماء دمشق میں شیخ سلیم ابو ضامر و شیخ تیسیر المخزومی نے شیخ عبد القادر القصاب اور وہ شیخ بکري عطار اور وہ شیخ حسن بیطار اور وہ عبد الرحمن الکزبری اور وہ شیخ مرشد عابدین وہ اپنے والد شیخ ابوالخیر سے اور وہ شیخ احمد مسلم الکزبری اور محمود حمراوي سے اور دونوں عبد الرحمن کزبري نیز دوسری سند شیخ ریاض المالح اور مطیع

الحافظ، شیخ عبدالمحسن الاسطوانی سے، وہ شیخ الحمراوی اور شیخ کزبری سے وہ شیخ مصطفیٰ الرحمتی، وہ شیخ امام عبدالغنی نابلسی سے، وہ شیخ نجم بن البدر الغزی سے، وہ اپنے والد سے اور وہ قاضی زکریا الانصاری سے اور انہوں نے شیخ رضوان العقبی سے سماعت فرمائی اور انہوں نے مولف سے سماعت فرمائی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اسے ہماری طرف سے قبول فرمائے اور ذخیرہ عافیت فرمائے۔ بے شک وہ سنتا، جانتا اور قبول فرماتا ہے۔

بیروت محروسہ ۱۷ رمضان المعظم ۱۴۳۱ھ

فقیر محمد ابو الخیر الملقی المیدانی الدمشقی

خطبہ

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جس نے ماہ ربیع الاول کو سرکار ﷺ کی ولادت مبارک کے شرف سے مشرف فرما کر دلوں کے لئے بہار کا مہینہ بنایا اور اس نے ان کے وجود مبارک کے قدوم میمنت لزوم سے بندوں سے غم و آلام کو دور فرمایا، شرک کی آگ کو بجھایا، جھوٹ کے ایوانوں کو پاش پاش فرمایا، تمام نقائص اور عیوب سے عالم گیتی کو منزہ فرمایا اور ان کے نور اقدس سے مشرق و مغرب کو منور فرما کر ان کے دین کو غلبہ عطا فرمایا۔ غیبوں کا جاننے والے پروردگار کے لئے پاکی ہے۔

اس ماہ مبارک کو اسلام نے وہ فضیلت عطا فرمائی کہ جو تمام مہینوں پر سبقت لے گئی۔ ہم اس بات پر اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ان کی امت میں پیدا فرمایا اور اس بات پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں انکی ملت کی طرف ہدایت و رہنمائی فرمائی اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی سنت اور محبت پر خاتمہ نصیب فرمائے اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ وحدہ لاشریک ہے، ایسی گواہی جو اس مبارک مہینے کے گلستان سے اور اس شہر مبارک کی منور راتوں سے مشرف ہے۔

ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد ﷺ اس کے نبی و صفی و نجی ہیں ۔ جنہیں اس نے اس ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمایا اگرچہ مشرکین برا مانیں، درود و سلام ہوں ان پر اور ان کی پاک آل اور چنے ہوئے اصحاب کرام خاص طور پر خلفاء راشدین اور ہدایت دینے والے ائمہ کرام پر، جنہوں

نے حق کی پیروی کی اور اسی کو مشعل راہ بنایا، ایسے درود و سلام جو ہمیشہ روز قیامت تک جاری رہیں جب تک کے نسل انسانی باقی رہے اور بے شمار سلام ان پر نازل ہوں، جب تک اس عالم گیتی پر بسنے والے بستے رہیں اور وہ بہترین وارث و کارساز ہے۔

حمد و صلاۃ کے بعد عرض ہے کہ یہ مہینہ اولین و آخرین کے سردار، روشن چہرے والوں کے رہبر، تمام جہانوں کے پالنے والے کے محبوب، جس کو اس نے تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور تمام انبیاء و رسل اور مقرب ملائکہ پر فضیلت دی اور جن کے لئے سب سے عظیم شفاعت کو مخصوص فرمایا، یہاں کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے۔

آپ ﷺ کا نسب مبارک

وہ محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن النضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن سعد ابن عدنان ہیں۔ ان کے نسب کے بارے میں یہاں تک تمام عالم انساب کے ماہرین کا اتفاق ہے اور اس کے بعد آپ ﷺ کے اجداد کے بارے میں اختلاف ہے یعنی سیدنا آدم سے لے کر عدنان تک، لیکن سب اس بات پر متفق ہیں کہ عدنان، سیدنا اسماعیل الذبیح ابن سیدنا ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔

ہمیں سیاحین کے سردار ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابراہیم المقدسی نے بسلسلہ قرأت بیان کیا کہ انھوں نے ابو الحسن علی ابن احمد الخلیلی سے سنا اور انہوں نے حنبل ابن عبد اللہ الرصافی اور انہوں نے ہبۃ اللہ ابن الحصین اور انہوں نے حسن ابن علی اور انہوں نے احمد بن جعفر اور انہوں نے عبد اللہ ابن امام احمد ابن حنبل اور انہوں نے امام احمد بن

حنبل سے سنا کہ محمد مصعب نے امام اوزاعی اور انہوں نے شداد ابی عمار اور انہوں نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالی نے سیدنا ابراہیم کی اولاد میں سے سیدنا اسماعیل کو چنا اور بنی اسماعیل سے کنانہ اور کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنو ہاشم، اور بنو ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔ اس روایت کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے[2]۔

طبرانی ابن عمر کی روایت میں ان الفاظ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ "نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنی خلق کو چنا اور پھر ان میں بنو آدم کو چنا پھر ان میں عرب کو چنا اور ان میں بنو ہاشم کو چنا اور ان میں سے مجھ کو چن لیا تو میں اچھوں میں سے سب سے اچھوں میں منتقل ہوتا رہا خبردار جو عرب سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے اور جو ان سے بغض رکھے وہ مجھ سے دشمنی کی وجہ سے بغض رکھتا ہے[3]۔

بقول شاعر

والعرب خیر الناس ثم خیرھم   محمد فھو فیھم خیر خیرھم

[2] مسند امام احمد بن حنبل، مسند شامیین، واثلة بن الاسقع، رقم17112، مسلم کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ وتسلیم الحجر علیه قبل النبوة رقم5897، ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی ﷺ، رقم3683

[3] المعجم الکبیر للطبرانی، رقم13560

إن تقرأ النحل ينحل جسم حاسدهم   وفي براءة يبدو وجه جاههم[4]

سب انسانوں میں بہتر قوم عرب ہے اور سیدنا محمد ﷺ ان میں سب سے بہتر ہیں ۔ جب تم سورہ نحل پڑھو گے تو ان سے حسد کرنے والوں کے جسم کمزور ہو جائیں گے اور جب سورہ برأت پڑھیں گے تو ان کے چہرے کی تابندگی اور ان کا بلند مرتبہ اور انکی شان، صاف، عیاں و درخشاں نظر آئے گی۔

جناب رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں میں بے شک اللہ تبارک و تعالٰی کی جناب میں اس وقت بھی آخری نبی تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں "منجدل" تھے ۔ میں بے شک ابراہیم کی دعا، عیسٰی کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن و تابندہ ہوگئے ۔ اس روایت کو حاکم نے مستدرك على الصحيحين میں روایت فرمایا[5]۔

ان کا قول "منجدل" یعنی مخلوط اور عربی میں کہا جاتا ہے "ملقى على الجدالة" یعنی "ملی ہوئی حالت میں پڑا ہوا" [مراد اپنی خلقت کے ابتدائی مراحل سے گزر رہے تھے] اور سیدنا ابراہیم کی دعا سے آیت کریمہ ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا

[4] یہ ابیات ابن جابر اندلسی کے قصیدہ بردہ شریف کے معارضہ کے ہیں دیکھئے نظم العقدین فی مدح سید الکونین (ص 501) لیکن میں "محمد" کی جگہ "قریشهم" ہے۔

[5] مسند امام احمد مسند الشاميين مسند العرباض بن سارية رقم 17280 مستدرك للحاكم، رقم 6002 وقال صحيح ووافقه الذهبي و ابن حبان في صحيحه رقم 6406

مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ......الْحَكِيْمُ﴾[6] اور بشارت سیدنا عیسٰی سے مراد آیت کریمہ ﴿مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ﴾[7]

آپ ﷺ کا نور مبارک پاک پشتوں سے طیب پیٹوں میں منتقل ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے والد گرامی عبد اللہ ابن عبد المطلب تک پہنچا۔ جب آپ کی نکاح کا وقت ہوا تو آپ نے سیدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب سے نکاح فرمایا اور جب نبی اکرم ﷺ ان کے بطن اقدس میں جلوہ افروز ہوئے تو کہا جاتا ہے کہ وہ رجب کا مہینہ، پیر کا مبارک دن تھا اور ابن الجزار[8] نے فرمایا کہ وہ شعب ابی طالب میں جمرہ وسطی[9] کے پاس منی کے ایام تھے اور حاکم ابو احمد فرماتے ہیں کہ اس وقت سیدنا عبد اللہ کی عمر مبارک ۳۰ سال تھی[10]۔

آپ ﷺ کا شکم مادر میں جلوہ افروز ہونا

سیدہ آمنہ جب آپ ﷺ کے حمل مبارک سے مشرف ہوئیں تو فرماتی ہیں کہ مجھے کوئی حمل کی گرانی محسوس نہ ہوئی جس طرح عام طور پر عورتوں کو ہوتی ہے مگر یہ کہ ایام آنے موقوف ہو گئے۔

[6] سورۃ البقرۃ ۱۲۹

[7] سورۃ الصف ۶

[8] ابو جعفر احمد بن ابراهيم القيرواني المعروف بابن الجزار (سیر اعلام النبلاء)

[9] جامع الآثار لابن ناصر الدین (2:758) اور انہوں نے استیعاب (1:18) اور عیون الأثر (1:79) میں زبیر بن بکار سے نقل کیا۔

[10] جامع الآثار لابن ناصر الدین (2:762)

سیدہ فرماتی ہیں کہ میں اونگھ میں تھی، اس دوران ایک آواز آئی، کہ کیا آپ کو محسوس ہوا کہ آپ حمل سے ہیں، تو گویا میں کہہ رہی تھی مجھے معلوم نہیں تو اس غیبی آواز نے کہا کہ بے شک اس امت کے سردار اور نبی آپ کے بطن مبارک میں رونق افروز ہو چکے ہیں. جب ولادت مبارکہ کا وقت قریب ہوا تو اس کہنے والے نے کہا کہ آپ پڑھیں کہ: " میں اللہ رب واحد کی پناہ میں آتی ہوں [ہر حسد کرنے والے کی بد نظری اور حسد سے] اور جب یہ مولود پیدا ہوں تو ان کا نام "محمد" رکھنا اور اس کی یہ نشانی ہوئی کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو ایک ایسا نور فروزاں ہوا جس نے بصری تک، زمین شام کے محلات، کو روشن وعیاں کر دیا۔

روایت میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کی ان کی والدہ محترمہ کے شکم اطہر میں خلقت کا ارادہ فرمایا تو اس وقت رجب کے مہینے کی شب جمعہ تھی۔ رضوان خازن جنت کو حکم فرمایا کہ فردوس بریں کے دروازوں کو کھول دیا جائے اور آسمانوں اور زمینوں میں ندا فرما دی جائے کہ وہ ہدایت دینے والے نبی کا نور منور، جو خزانہ غیب میں رونق افروز تھا، آج اپنے شکم مادر میں رونق افروز ہونے والا ہے، جن کو لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا جائے گا۔

اسی اثنا میں سیدنا عبد المطلب نے آپ ﷺ کے والد ماجد کو شام میں غزہ کی طرف، قریش کے قافلہ تجارت کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اہل مکہ کے لئے اناج خرید کر لائیں کہ راستے میں سیدنا عبد اللہ علیل ہو گئے اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو اپنے ننھیال بنو عدی بن النجار میں رک گئے اور وہیں وفات پائی. اس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۰ سال تھی۔ جب

سیدنا عبد المطلب کو آپ کی وفات کی اطلاع ملی، سخت غمگین ہوئے۔ اس وقت سرکار ﷺ اپنی والدہ کے شکم مبارک میں جلوہ افروز تھے۔ سیدنا عبد اللہ نے ترکہ میں سیدہ ام ایمن، پانچ اونٹ اور بکریوں کا ایک ریوڑ چھوڑا، جس کے آپ ﷺ وارث ہوئے اور سیدہ ام ایمن آپ کی خدمت میں رہیں۔

آپ ﷺ کی میلاد کی تاریخ

سرکار ﷺ کی پیر کے دن ولادت مبارکہ میں سب کا اتفاق ہے اور صحیح یہ ہے کہ ربیع الاول شریف میں ولادت مبارک ہوئی اور صحیح تر قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول شریف آپ ﷺ کی ولادت کا دن ہے۔[11] جب کہ وہ سال عام الفیل کے نام سے مشہور ہے[12] اور وہ سال کسری نوشیروان کی حکومت کا ۷۰واں سال تھا اور رفع [سیدنا] عیسی کے ۵۷۸ سال کے بعد اور اسکندر رومی کے ۹۰۹ سال بعد اور کہا جاتا ہے کہ سیدنا آدم کے جنت سے دنیا میں تشریف آوری کے ۶۰۴۳ سال گزر چکے تھے[13]۔

[11] جامع الآثار لابن ناصر الدین (2:761) اور یہی جمہور کا قول ہے، ابن اسحاق نے اس کے علاوہ کوئی قول ذکر نہیں کیا اور ابن عباس وغیرہ یہی فرماتے ہیں، ابو محمد حزم سے بھی ایسا ہی ہے، ابن جوزی نے اسی پر اجماع نقل کیا اور اس قول میں نظر ہے، انتہی.. اور عکرمہ وجبیر بن مطعم اور ابن عباس کی ایک روایت میں ۸ ربیع الاول ہے اور ۱ سے ابن حزم اور ایک جماعت نے اسے اختیار کیا اور ابو بکر الخوارزمی نے اسی پر جزم کیا اور ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی قول صحیح نہیں، اور ابو جعفر طبری سے روایت ہے کہا ہے کافی علماء نے صحیح کہا اور محمود پاشا فلکی نے جو علم فلکیات سے ۹ تاریخ نکالی ہے اس سے یہ بھی قریب ہے۔

[12] ابن ناصر الدین نے جامع الآثار (2:793) میں فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔

[13] جامع الآثار (2:802) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

آپ ﷺ کی ولادت کی نشانیاں

آپ ﷺ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں جب آپ رونق افروز ہوئے تو ایک ایسا نور ہویدہ ہوا جس نے مغرب و مشرق کو روشن کر دیا۔ زمین پر اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں پر سہارا رکھتے ہوئے جلوہ گر ہوئے اور اپنی چشم مبارک سے آسمان دنیا پر نظر ڈالی۔ آپ فرماتی ہیں کہ آپ دوسرے بچوں کے بر خلاف پاک اور صاف اور طیب و طاہر پیدا ہوئے۔

عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت اقدس کے وقت موجود تھی۔ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے پورا گھر بقعۂ نور بن گیا اور ستارے اتنے قریب آگئے کہ مجھے ڈر لگنے لگا کہ کہیں گر نہ جائیں[14]۔

تقی ابن مخلد نے اپنی تفسیر[15] میں بیان کیا کہ بے شک ابلیس چار مرتبہ بہت رویا:

۱] جب اس کو بارگاہِ خداوندی سے راندۂ درگاہ کیا گیا۔

۲] جب اس کو زمین پر پھینک دیا گیا۔

۳] جب سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی۔

۴] جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔

---

[14] ابو نعیم فی معرفۃ الصحابۃ، رقم: 7358 (24:311) ، بیہقی فی الدلائل، رقم: (1:38)24

[15] سہیل اور ابو بیع بن سالم الکلاعی وغیرھما نے، اور ابن ناصر الدین نے جامع الآثار (2:873) میں اور ان کی اصل ابو الشیخ نے العظمۃ، رقم: 1124 (2:1679) اور ابو نعیم الحلیۃ (3:299)

سرکار ابد قرار ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے[16] اور یہی روایت ہمارے محدثین کے نزدیک زیادہ قوی ہے جیسا کہ سیدنا عباس، عم رسول ﷺ سے روایت ہے[17]۔

ضعیف روایت کے مطابق آپ ﷺ کے جد امجد نے ساتویں دن ختنہ کی اور کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کا اسم گرامی "محمد" [ﷺ] رکھا اور ایک روایت کے مطابق صغر سنی میں جب سیدنا جبریل نے آپ کا شق صدر فرمایا تھا اس وقت ختنہ فرمائی۔

ابن عابد[18] روایت فرماتے ہیں کہ ولادت کے وقت مہر نبوت درخشاں تھی اور اس روایت کو اور بھی کئی راویوں نے بیان کیا اور آپ کا اسم گرامی "محمد" [ﷺ] رکھا گیا اور یہ کہ یہ نام آپ کی والدہ نے جو حکم انہوں نے سنا تھا اس کے مطابق رکھا اور یہ کہ آپ ﷺ کے دادا سیدنا عبد المطلب نے رکھا۔ اس میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی والدہ نے اپنا خواب اپنے سسر کو سنایا تو انہوں نے اس حکم کے مطابق یہ نام رکھا ہو۔

امام ابو القاسم سہیلی[19] فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی کمر مبارک سے ایک سونے کی زنجیر نکلی جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور ایک

---

[16] دیکھئے جامع الآثار (2:747)

[17] طبقات ابن سعد (1:103) ، بیہقی دلائل میں، رقم: 32 ، جامع الآثار (2:816.843)

[18] وہ محمد بن عبد اللہ العاقری القرطبی ثقہ آدمی کے امام (ت۔۔ 439ھ) بحوالہ سیر اعلام النبلاء (17:614)

[19] الروض الانف (1:182) بحوالہ ابو نعیم فی الدلائل (1:19)

زمین میں، ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں، پھر یہ ایک درخت کی طرح ہو گئی جس کے ہر نوری پتہ سے اہل مشرق و مغرب پیوستہ و معلق ہیں۔ تو اس کی آپ نے یہ تعبیر فرمائی کہ ان کی پشت اقدس سے ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کی اہل مشرق و مغرب اطاعت کریں گے۔

آپ سب کے علم میں عیاں ہے کہ ویسا ہی ہوا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی امت پر فتح و نصرت کے دروازے کھول دئے اور مشرق سے مغرب تک آپ ﷺ کے قبضہ و تصرف میں آگئے اور آپ ﷺ کا دین شمال و جنوب تک غالب آگیا۔

اسی طرح خالد بن سعید بن العاص نے سرکار ﷺ کی بعثت سے پہلے خواب میں ملاحظہ فرمایا گویا کہ ایک نور زمزم کے کنویں سے نکلا' یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی کھجوروں کے جھنڈ روشن کر دئے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو اس نے کہا کہ یہ عبد المطلب کے خاندان کا کھودا ہوا کنواں ہے چنانچہ ان ہی کے خاندان سے یہ نور ظاہر ہو گا اور یہی بات ان کے ایمان لانے کا سبب بنی۔

تو دیکھئے کہ کس طرح نبوت کا سورج مکہ شریف میں طلوع ہوا اور اس کی شعاعوں نے مدینہ پاک میں مکمل ظہور فرمایا۔

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ وقت ولادت مجھ سے ایک نور عیاں ہوا جس سے ملک شام میں بصری کے محلات روشن ہو گئے اور اس میں ایک نقطہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے شام میں بصری تک دو بار سفر فرمایا اور اس سے آگے تشریف

نہیں لے گئے اور اس بات میں شاید اسی طرف اشارہ ہو اور کیا خوب ہے جو سیدنا عباس عم رسول ﷺ نے شعر میں بیان فرمایا[20] :

وأنت لما ولدت اشرقت   الأرض و ضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی   النور و سبل الرشاد نخترق

اے محبوب! جب آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو زمین روشن ہو گئی اور آپ ﷺ کے نور سے افق تک تابندگی پھیل گئی تو ہم آپ ﷺ کی روشنی و نور سے صحیح راستوں پر گامزن ہو گئے۔

آپ کے دادا جان کو جب سیدہ کے یہاں ولادت کی خبر پہنچائی گئی تو آپ نہایت فرحاں اور شاداں ہوئے اور خود اشراف مکہ کے ساتھ آپ کے کاشانہ اقدس پر تشریف لے آئے اس وقت آپ کے چہرہ انور پر آپ کی والدہ نے چادر ڈالی ہوئی تھی تاکہ سب سے پہلے آپ کے جد اقدس ان کی زیارت سے مشرف ہوں۔ جس وقت آپ نے اپنے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو یہ دیکھ کر آپ کے دادا نے بے اختیار آپ کو گود میں اٹھالیا اور سیدہ نے آپ کی ولادت کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور جو آواز ان کو آئی تھی، دادا کو بیان کیا۔ آپ نے جب یہ سنا تو سرکار ﷺ کو لے کر کعبۃ اللہ میں داخل فرمایا اور وہاں جا کر اللہ تبارک و تعالی کا شکر ادا کیا اور دعا فرمائی اور وہ اشعار پڑھے جو نہایت مشہور ہیں۔ آپ کے چچا ابو لہب کو جب ان کی لونڈی ثویبہ نے بھتیجے کی ولادت کی خبر دی تو

[20] الروض الانف (1:182) بحوالہ ابو نعیم فی الدلائل (1:19)

اس خوشی میں اس کو آزاد کر دیا تو ان کے حصے میں ولادت کے بعد چند دن دودھ پلانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

روایت میں ہے کہ ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں آگ میں ہوں مگر یہ کہ ہر پیر کی شب مجھ پر تخفیف کر دی جاتی ہے اور مجھے انگوٹھے کے ایک پورے کی قدر پانی میری انگلیوں کے ذریعے چوسنے کو مل جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو میں نے سرکار کی ولادت کی خبر سن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور اس کو سرکار ﷺ کی رضاعت کرنے کا حکم دیا تھا۔

اس واقعہ میں ایک خاص نقطہ یہ ہے کہ وہ ابولہب جو کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن کی آیات کا نزول بھی ہوا تھا اس کو بھی سرکار ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے کی وجہ سے آگ میں تخفیف کی گئی تو اس مسلمان کا جو امت محمدی ﷺ میں سے موحد بھی ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق آپ ﷺ کی محبت میں خوشی منائے تو اس کو اللہ کریم کی جانب سے یہی انعام ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کو جنت النعیم میں داخل فرمائے گا [ان شاء اللہ]

آپ ﷺ کی جائے ولادت اور اس کی برکتیں

آپ ﷺ کی ولادت شعب ابی طالب میں ہوئی اور یہ جگہ مکہ مکرمہ میں مشہور و معروف ہے اور اہل مکہ ولادت مبارکہ کے دن اس جگہ پر عید سے بھی بڑا جشن مناتے ہیں اور یہ فعل مبارک اب تک جاری و ساری ہے۔ میں جب ۷۹۲ھ میں حج کے لئے حاضر ہوا تو میں نے بھی اس مکان مبارک کی زیارت کی اور اس جگہ کی برکتوں سے مشرف ہوا۔ وہاں

کی عظیم برکتوں کو خود ملاحظہ کیا، پھر ۸۲۳ھ میں اس کی زیارت سے مشرف ہوا، اس وقت اس عمارت کی تجدید میں حصہ لینے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں پر میری یہ کتاب "التعریف بالمولد الشریف" پڑھی گئی اور اس مبارک دن بے شمار افراد اس کی سماعت سے بہرہ ور ہوئے[21]۔

ولادت کی بشارتیں [نشانیاں]

آپ ﷺ کی ولادت کی رات ایوان کسریٰ میں شگاف پڑ گیا اور ۱۴ کنگرے گر گئے اور جن لوگوں نے اس ایوان کو دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ یہ شگاف قد آدم کے برابر اب تک اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کے طور پر باقی ہے اور فارس کے آتشکدہ کی آگ سرد ہو گئی جس کی ایک ہزار سال سے پرستش کی جاتی تھی اور وہ مسلسل جل رہی تھی بلکہ دن رات اس کو روشن کیا جاتا تھا لیکن اس رات وہ اچانک بجھ گئی اور کوشش بسیار کے باوجود اس کو نہ جلا سکے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

اسی مبارک رات عراق عجم میں ہمدان اور قم کے درمیان جو ایک بہت بڑا بحیرہ، جس کا نام ساوہ تھا، خشک ہو گیا۔ یہ اتنا بڑا بحیرہ تھا کہ ہمدان اور رَی وغیرہ کے درمیان اس میں کشتیاں اور جہاز چلتے تھے جس کا عرض چھ فرسخ تھا وہ اچانک ایکدم خشک ہو گیا پھر آہستہ آہستہ ساق نامی شہر، اسی جگہ آباد ہوا، جو اب تک آباد ہے۔

21 حافظ ابن ناصر الدین فرماتے ہیں جب میں 814ھ میں حج کے لیے حاضر ہوا تو میں نے خود اس مکان مبارک کی زیارت کی اور برکت حاصل کی (جامع الآثار 2:752)

فارس کے قاضی اور سب سے بڑے عالم (پروہت) نے خواب دیکھا کہ اونٹ ہیں جو گھوڑوں کو ہانک رہے ہیں اور انہوں نے دجلہ کو پار کر لیا ہے اور تمام فارس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عرب کی حکومت ان علاقوں میں قائم ہو جائے گی۔

شیطانوں کی آسمانوں میں بات سننے پر پابندی لگائی گئی اور جو شیطان آسمان کی طرف جاتا اس کی شہاب ثاقب سے تواضع (مرمت) کی جانے لگی اور شیاطین کو آسمانوں پر قریب ہونے کی ممانعت کر دی گئی، وہ بھی ملائکہ کی باتیں سننے کے لیے چڑھا کرتے تھے۔

ہمیں سیدنا حسان بن ثابت کی روایت پہنچی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں سات یا آٹھ سال کا سمجھ دار بچہ تھا، میں نے مدینہ شریف کے ایک ٹیلے پر یہودی کو چلاتے سنا کہ اے یہودیو! جمع ہو جاؤ چنانچہ جب وہ جمع ہو گئے تو انہوں نے کہا، تیرا خانہ خراب ہو .... کیوں ہمیں بلایا ہے؟ اس نے کہا آج احمد کا ستارہ چمک اٹھا ہے اور وہ آج رات پیدا ہو گئے ہیں[22]۔

عکرمہ روایت فرماتے ہیں کہ قریش کے کچھ لوگ سمندر میں کسی جزیرہ پر اترے وہاں پر ایک معمر بوڑھا ملا، اس نے ان سے پوچھا، آپ لوگ کہاں سے ہو، ہم نے کہا قریش سے تو اس بوڑھے نے کہا کہ آج نبوت کا ستارہ چمک اٹھا ہے اور تم میں ایک نبی تشریف لے

[22] ابن ناصر الدین نے ابی محمد علی بن احمد بن حطیع سے جامع الآثار (2:831،832) اور مسند اسحاق سے جیسا کہ اتحاف الخیرۃ، رقم: 6315 (3:7) اور مطالب عالیہ، رقم: 4205 (7:175) اور دلائل للبیہقی، رقم: 2 (1:37) اور ان سب کی اصل سیرت ابن اسحاق (1:62)

آیا ہے چنانچہ جب ہم نے معلومات کی تو پتہ چلا وہی رات سرکار ﷺ کی ولادت کی شب مبارک تھی۔

سرکار ﷺ کی رضاعت

آپ ﷺ کو سب سے پہلے سات دن تک والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا۔ پھر ابو لہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ اسلمیہ نے دودھ پلایا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ ساتھ ہی ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد المخزومی کو بھی ابو مسروح کی زوجیت میں دودھ پلایا اور یہی ثویبہ سیدنا حمزہ، عم رسول ﷺ کی بھی رضاعی والدہ ہیں اور آپ ﷺ ان کی حیاتی تک ان کے لئے جوڑا اور نقد بھیجا کرتے تھے اور انہوں نے دور اسلام پایا اور اس سے مشرف ہوئیں۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اس کے بعد ام کبشہ سیدہ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں نے آپ کو گود میں لیا تو آپ نے جتنا اللہ نے چاہا، میرے سینے سے دودھ پیا یہاں تک کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی دونوں سیر اب ہو گئے اور سو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ، اکیلا بھی، دودھ کی کمی کی وجہ سے سیر اب نہ ہو سکتا تھا اور ہماری اونٹنی کا تھن بھی خشک ہو چکا تھا[23]۔ اس وقت میرے شوہر نے دیکھا کہ آپ کی برکت سے اس کے تھن بھی دودھ سے لبریز ہو چکے ہیں، چنانچہ میں نے اور میرے شوہر نے سیر ہو کر دودھ پیا اور آرام سے

[23] ابن الجوزی، النہایۃ (2:1142)

رات گزاری۔ یہ آپ کی پہلی برکت تھی۔ آپ فرماتی ہیں کہ سرکار ﷺ ایک دن میں اتنے بڑے ہو جاتے تھے جتنا عام بچہ مہینہ میں بڑا ہوتا ہے[24]۔

بقول امام اہلسنت:

گود میں عالم شباب، حال شباب کچھ نہ پوچھ گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

سیدہ حلیمہ سعدیہ نے جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پانچ سال ایک ماہ کی ہوئی، والدہ ماجدہ کی خدمت میں واپس مکہ مکرمہ لے آئیں۔ وہ مکہ شریف میں سرکار ﷺ کے حضور جب دوبارہ حاضر ہوئیں تو اس وقت آپ ﷺ کی شادی سیدہ خدیجہ سے ہو چکی تھی۔ سیدہ حلیمہ نے اپنے علاقے میں خشک سالی کی فریاد کی۔ سرکار ﷺ نے سیدہ خدیجہ کو جب یہ بات بتائی تو آپ نے ۴۰ [چالیس] بکریاں اور ایک اونٹ حلیمہ سعدیہ کو پیش کیے آپ واپس اپنے قبیلے لوٹ گئیں۔ ان کے اسلام لانے میں مختلف اقوال ہیں۔ انھیں صحابیات میں بھی شمار کیا گیا[25] اور ان کے شوہر کے سرکار ﷺ پر ایمان لانے میں بھی اختلاف ہے۔

---

[24] ابن حبان نے اپنی صحیح رقم: 6335 (14:243) میں اس کی تخریج فرمائی اور اس پر ابن ناصر الدین نے جامع الآثار (2:960.967) میں تفصیلی بحث فرمائی۔

[25] حافظ ابن ابی خیثمہ، طبرانی، ابو نعیم، ابن الجوزی، ابن عبد البر، ابی عامر العبدری، المنذری اور مغلطائی (انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا) وغیرہم نے کثیر صحابہ سے روایت کیا اور تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے جامع الآثار (2:1065.1070) اور متاخرین میں سے الحافظ ابو محمد عبد اللہ میاطی نے اس پر جزم فرمایا۔

سیدہ ام ایمن برکۃ حبشیہ [جو کہ آپ کی والدہ کی کنیز تھیں] نے آپ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا، فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی سرکار ﷺ کو بھوک اور پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا۔ کبھی صبح کے وقت پیٹ بھر کر زمزم کا پانی نوش فرما لیتے، جب ہم کھانے کا پوچھتے، تو فرماتے "میں سیر ہوں"۔

آپ ﷺ کی عمر مبارک جب چھ سال کی ہوئی، والدہ ماجدہ ام ایمن کے ساتھ آپ کو لے کر آپ کے والد کے ننھیال بنو نجار میں تشریف لے گئیں وہاں ایک ماہ قیام فرمایا اور واپس لوٹتے ہوئے جب ابواء شریف پہنچے تو والدہ محترمہ وصال فرما گئیں۔ سیدہ ام ایمن آپ کو لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ سیدنا عبد المطلب کے پاس رہنے لگے، سیدنا عبد المطلب آپ ﷺ سے خاص محبت فرماتے اور بڑی قدر و منزلت کرتے اور فرماتے کہ "میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔" ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ابو طالب کو حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کی خاص وصیت کی اور ان کی وفات کے وقت سرکار ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی۔

آپ ﷺ کی عمر جب دس سال کی ہوئی [اس وقت] اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر کو روانہ ہوئے۔ جب بصری پہنچے، وہاں بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کو ان صفات کی بناء پر، جو انہوں نے اپنی آسمانی کتابوں میں پڑھیں تھیں، پہچان لیا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ "یہ تمام عالموں کے سردار ہیں اور اللہ کے رسول ہیں" ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ بات کیسے جان لی، کہا کہ "جب تم عقبہ کی جانب سے آئے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا، جو ان کے سجدے کے لئے نہ جھکا ہو اور یہ نبی کے علاوہ کسی کو

سجدہ نہیں کرتے اور یہی ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔" پھر ابو طالب کو مشورہ دیا کہ وہ بصری سے ہی واپس چلے جائیں کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں یہودی انہیں نقصان نہ پہنچادیں تو آپ ﷺ کے چچا بصری ہی سے واپس مکہ شریف کی طرف لوٹ گئے۔

سیدہ خدیجہ سے نکاح

آپ ﷺ کی عمر جب پچیس سال کی ہوئی دوبارہ سیدہ خدیجہ کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کے سفر کو روانہ ہوئے۔ جب بصری پہنچے اور نسطورہ راہب کے کلیسے کے قریب ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا تو نسطورہ نے کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے علاوہ اور کوئی قیام نہیں فرما سکتا۔ پھر میسرہ سے پوچھا: کیا ان کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ کہا، جی ہاں اتو نسطورہ نے کہا کہ ضرور یہ اللہ کے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں اور جب بصری سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور میسرہ راستے بھر یہ بات دیکھتے تھے کہ جب دھوپ میں سرکار ﷺ آتے تو دو فرشتے آکر حضور ﷺ پر سایہ کرتے۔ نیز اس سفر میں ان لوگوں نے اپنے مال تجارت کو دگنے نفع پر بیچا۔ جب مکہ شریف میں سیدہ خدیجہ کے پاس پہنچے اس وقت سیدہ خدیجہ نے دیکھا کہ دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ اس نے آپ ﷺ کے مرتبہ کو جان لیا اور سرکار ﷺ نے مال تجارت میں منافع کی خبر دی اور میسرہ نے سفر کے تمام واقعات اور نسطورہ راہب کی باتیں گوش گزار کیں۔ سیدہ خدیجہ کے دل میں آپ ﷺ سے نکاح کی طرف رغبت پیدا ہوئی چنانچہ آپ ﷺ کا نکاح سیدہ خدیجہ کے ساتھ ہوا اور اس وقت آپ کی عمر مبارک پورے پچیس سال کی تھی۔

قریش نے جب کعبۃ اللہ کی تعمیر کا ارادہ کیا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر تھا۔ جب سیلاب آتا تو دروازے سے پانی کعبۃ اللہ میں داخل ہو جاتا اور دروازہ کو اور کعبۃ اللہ کو نقصان پہنچتا اور کعبہ کے اندر سے خوشبو چوری کر لی جاتیں۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو اب یہ معاملہ درپیش آیا کہ حجر اسود کو اپنی جگہ پر کون رکھے اور ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اس شرف سے شرف یاب ہو اور وہی اس کا حقدار ہے یہاں تک کہ تلواریں سونت لی گئیں۔ پھر ان سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ کل صبح باب بنی شیبہ سے جو شخص سب سے پہلے داخل ہو وہی اس بات کا فیصلہ کرے گا۔ صبح سب سے پہلے سرکار ﷺ اس دروازے سے تشریف لے آئے، جب انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا تو پکار اٹھے " یہ امین آگئے، ہم سب کو آپ کا فیصلہ قبول ہے۔" اعلانِ نبوت سے پہلے وہ لوگ آپ ﷺ کو "امین" کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ ﷺ کو اپنے فیصلے کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھائی۔ اس پر حجر اسود کو رکھا اور تمام قبیلوں سے ایک ایک شخص کو بلایا اور سب نے مل کر چادر شریف کو اٹھایا جب حجر اسود اپنی جگہ پر آگیا تو آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

آپ ﷺ کی بعثت اور معراج

آپ ﷺ کی عمر مبارک جب ۴۰ سال ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی جانب مبعوث فرمایا۔ وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، جب بھی آپ ﷺ کوئی خواب دیکھتے تو روزِ روشن کی طرح اس کی تعبیر سامنے آتی۔ پھر آپ ﷺ کو

گوشہ نشینی محبوب کر دی گئی چنانچہ غارِ حرا میں، خلوت میں، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں راتیں گزارنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر غار میں وحی نازل ہوئی۔ سب سے پہلے "سورہ اقراء" نازل ہوئی۔

عورتوں میں سب سے پہلے آپ ﷺ پر سیدہ خدیجہ ایمان لے آئیں اور مردوں میں سیدنا ابو بکر، بچوں میں سیدنا علی دس سال کی عمر میں اور غلاموں میں سیدنا زید بن حارثہ اور پھر سیدنا عثمان، سیدنا زبیر، سیدنا عبد الرحمن ابن عوف و سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا طلحہ، سیدنا ابو بکر کی تبلیغ سے ایمان لے آئے۔

بعثت کے دسویں سال ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور ان کے تین دن بعد سیدہ خدیجہ بھی وصال پا گئیں تو قریش سے اب وہ تکلیفیں پہنچنا شروع ہو گئیں جو اس سے پہلے نہ تھیں۔

اعلان نبوت کے بارہویں سال جسد مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کو اسراء عطا ہوئی[26]۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ پہلے پر سیدنا آدم، دوسرے پر سیدنا یحییٰ و سیدنا عیسیٰ ابن مریم، تیسرے پر سیدنا یوسف، چوتھے پر سیدنا ادریس، پانچویں پر سیدنا ہارون، چھٹے پر سیدنا موسیٰ یا سیدنا ابراہیم اور ساتویں پر سیدنا موسیٰ یا سیدنا ابراہیم [اختلاف روایت ہے] سے ملاقات فرمائی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور وہاں اقلام کے چلنے کی آواز کو بھی سماعت فرمایا۔

[26] علامہ ابن ناصر الدین نے فرمایا کہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج شریف جسد مبارک ﷺ کے ساتھ ہوئی۔ دیکھئے جامع الآثار (2:1634)

آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر نماز فرض کی گئی اور یہ ۲۷ رجب کی رات تھی اس کو ایک بڑی جماعت نے صحیح قرار دیا۔ بعض روایات میں ۱۷ ربیع الاول یا رمضان بھی آیا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۲ سال کی تھی۔ صبح آپ نے قریش کو معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور بعض لوگ جو ایمان لا چکے تھے وہ بھی پھر گئے، جب قریش نے اس کی نشانی پوچھی تو آپ نے بتایا کہ ایک قافلہ آرہا ہے جو بدھ کو مکہ شریف پہنچے گا جب بدھ کو سورج غروب ہونے کا وقت قریب ہوا اور ابھی قافلہ نہ پہنچا تھا، سرکار ﷺ نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے سورج کو ڈوبنے سے روک دیا یہاں تک کہ قافلہ آگیا۔

آپ ﷺ کی ہجرت مبارک

آپ کے دست حق پرست پر جب مدینہ منورہ کے انصار ایمان لے آئے تو اعلان نبوت کے ۱۳ ویں سال آپ نے اپنے ساتھیوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت عطا فرمائی اور سیدنا جبریل نے سیدنا ابو بکر کو ساتھ لینے کا فرمایا تو یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے اور مکہ شریف کے نشیب میں ایک پہاڑ کے غار ثور میں تین دن قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو جالا تننے کا حکم فرمایا اور دو وحشی کبوتریوں کو حکم فرمایا کہ غار کے منہ پر انڈے دیں[27]۔ پھر دونوں غار سے نکلے اور جدعا نامی

[27] سہیلی مسند میں بزار سے روایت فرماتے ہیں کہ حرم شریف کے کبوتر اس کبوتر کی نسل سے ہیں۔ دیکھئے الروض الانف (2:232)

اونٹنی پر سوار ہوئے۔ راستے میں (ایک کھوجی]) سراقہ بن مالک آیا اور جب سرکار ﷺ نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا، جب اس نے آپ سے امان طلب کی تو اسے زمین نے چھوڑ دیا۔

مدینہ منورہ میں آمد مبارک

مدینہ منورہ میں آٹھویں یا ۱۲ ویں ربیع الاول کو پیر کے دن تشریف آوری ہوئی اور وہ ایرانیوں کے تیر مہینے کی چوتھی تاریخ تھی اور سریانی مہینوں کی ۱۰ ویں ایلول تھی۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت ۵۳ سال کی تھی۔ سب سے پہلا جو حکم آپ نے ارشاد فرمایا وہ یہ تھا کہ " سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی اختیار کرو، رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے "[28]۔

بارہ ربیع الآخر کو نماز حضر میں اضافہ فرمایا گیا (اس سے قبل ظہر، عصر اور عشاء میں فرض کی 2،2 رکعات تھیں) اور آپ کی مسجد مبارک تعمیر ہوئی، اس میں کھجور کے تنے استعمال کئے گئے۔ آپ کے لئے ایک ممبر تین درجہ والا بنایا گیا۔ جب آپ اس کھجور کے تنے سے، جس پر آپ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، اس نئے ممبر پر رونق افروز ہوئے تو وہ تنا رونے لگ گیا جس طرح گائے کا بچھڑا روتا ہے آپ ﷺ نے اسے اپنے دامن میں

[28] ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم: 2158 (1:609)

لے لیا یہاں تک کہ اس کا رونا موقوف ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے چپ نہ کرواتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا[29]۔ یہ منبر ساتویں سال میں بنایا گیا تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان سکھائی گئی۔ پھر نصاب شرعی کے مطابق زکوۃ فرض ہوئی، جہاد کی فرضیت نازل ہوئی اور دوسری ہجری میں ۱۵ شعبان، منگل کے دن بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کی طرف تحویل قبلہ واقع ہوئی، شعبان کے آخر میں روزے فرض ہوئے، جمعہ کے دن ۱۷ رمضان مبارک کو بدر شریف کا واقعہ پیش آیا، ۲۸ کو زکوۃ فطر فرض ہوئی، ہجری کے تیسرے سال شوال میں شراب کی حرمت نازل ہوئی اور اسی سال سیدنا حسن بن علی کی ولادت ہوئی، چھٹی ہجری میں " آیت تتیمم "[30] نازل ہوئی اور سیدنا حسین بن علی پیدا ہوئے۔

چوتھی یا پانچویں ہجری میں نماز خوف فرض ہوئی اور ہجرت کے چھٹے سال، غزوہ حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، حدیبیہ مکہ مکرمہ سے قریب ایک بستی ہے۔ سرکار ﷺ کے دست حق پرست پر ۱۴۰۰ صحابہ کرام نے درخت کے نیچے بیعت رضوان فرمائی۔

[29] مسند احمد، رقم: 2235 (1:249) ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیہا، باب ما جاء فی بدء شان المنبر، رقم: 1415 (1:545)

[30] آیۃ تتیمم " شاید اس سے حضور اللہ تعالیٰ کا قول ﴿و اتموا الحج و العمرۃ للہ﴾ (البقرۃ، 196) اور اگر یہ مراد ہے تو یہ آیت چھٹی ہجری میں نازل ہوئی چوتھی میں نہیں۔ اور اگر آیۃ تیمم ہو تو وہ غزوہ بنی مصطلق میں چھٹی ہجری میں نازل ہوئی نیز ولادت سیدنا حسین تو گئی ہے کہ یہ چوتھی ہجری کا واقعہ ہے۔

ساتویں ہجری میں عمرہ قضا ادا فرمایا اور اس وقت ذی القعدہ کا مہینہ تھا۔ سرکار ﷺ کے ساتھ ۲۰۰۰ اصحاب تھے۔ مدینہ منورہ سے ۶۰ اونٹ ساتھ لے گئے تھے جنہیں مکہ شریف میں ذبح فرمایا مکہ شریف میں تین دن قیام فرما کر واپس مدینہ شریف آ گئے۔ پھر آٹھویں ہجری میں رمضان میں مکہ شریف فتح ہوا اور اسکی وجہ قریش کا وعدہ توڑنا تھا۔ بیس رمضان کو کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ اس وقت ۳۶۰ بت کعبۃ اللہ کے گرد نصب تھے۔ ہر بت کے پاس گزرتے ہوئے ﴿جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا﴾[31] پڑھتے ہوئے اپنے عصا مبارک سے اشارہ فرماتے تو بت منہ کے بل گر جاتا۔

نویں ہجری میں صحیح قول پر حج فرض ہوا اور ۶ ہجری اور سات ہجری کی بھی روایتیں ہیں۔ لوگوں کے وفود کے وفود اسلام میں داخل ہونے کے لئے سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ سیدنا ابو بکر کی امامت میں لوگوں نے حج کیا اور ساتھ ہی اس اعلان براءت کے ساتھ کہ اب اگلے سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی ننگا کعبۃ اللہ کا طواف کرے گا جب وہ [منزل عرج] (کتاب میں شاید کتابت کی غلطی سے "بقیع" لکھا ہوا ہے) پہنچے تو سیدنا علی بھی "عضباء" (سرکار ﷺ کی اونٹنی کا نام) کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گئے اور اس سال حج ذی القعدہ میں ہوا۔

[31] سورۃ الاسرا (آیت 81)

آپ ﷺ کا حج اور وفات مبارک

سرکار دو عالم ﷺ نے لوگوں کے ساتھ (حجۃ الاسلام) حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ ۱۵ ذی القعدہ سن ۱۰ ہجری میں سرکار مدینہ منورہ سے ۷۰ ہزار اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے اور ایک لاکھ کی بھی روایت ملتی ہے۔

گیارھویں سنہ ہجری میں صفر کے آخری بدھ کے دن سرکار ﷺ بیمار ہو گئے، بخار اور سر درد شروع ہوا۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق کو لوگوں کی امامت کا حکم فرمایا اور جمعہ کو بھی بخار باقی رہا۔ ۵ ربیع الاول پیر کے دن میں کچھ افاقہ ہوا اور پھر اتوار کے دن بخار نے عود کیا اور اس روایت میں کسی کا اختلاف نہیں کہ پیر کے دن سرکار ﷺ نے وصال فرمایا اور وہ ۱۱ ہجری کی ۱۲ ربیع الاول کا دن تھا۔ جبکہ سورج طلوع کا وقت تھا اور دوپہر کا وقت بھی روایت میں آیا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارکہ ۶۳ سال تھی (اللہ کے درود و سلام آپ پر اور آپ کی آل پر نازل ہوں)

آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے بیان میں

سرکار ﷺ سب سے کامل الخلق تھے اور سب سے زیادہ حسن صورت اور تمکین حسن والے تھے۔ آپ پر جمال کی انتہا ہوئی۔ چہرہ مبارک نورانی، معتدل القامہ، نہ بہت زیادہ طویل، نہ بہت زیادہ کوتاہ۔ اوج الحاجبین یعنی ابروئے مبارک دراز اور آپس میں ملے ہوئے محسوس ہوتے۔ املج الاسنان یعنی دانت مبارک چمکدار اور کھلے کھلے اور موتیوں کی طرح سفید چمکتے تھے اور اسے برد الاسنان اور عذوب الفم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یعنی حلاوت و مٹھاس والے منہ مبارک والے۔

چہرہ مبارک واسع اور عظیم تھا یہ قوت اور شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔ سھل الخدین یعنی رخسار مبارک درمیانہ تھے یعنی نہ بہت زیادہ گوشت سے بھرے ہوئے نہ بالکل ہڈیوں پر جلد چپکی ہوئی تھی، آنکھوں میں سفیدی میں سرخ ڈورے اور پتلیاں گہری اور کالی تھیں۔

کشادہ ابرو تھے یعنی دونوں ابروؤں کے درمیان وسعت و فاصلہ تھا اور بینی مبارک اونچی اور اس میں ایک ہلکا ابھار تھا جو مردوں کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ کندھے مبارک مضبوط، چوڑے سینے والے اور ہتھیلی مبارک پھیلی ہوئی تھیں اور انگلیوں کے پوروں میں مضبوطی اور متانت تھی جو مردوں کے حسن کا حصہ ہے۔

برگزیدہ سر اور وسیع القدم تھے اور ایڑی مبارک متناسب تھیں، بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ وفات مبارک کے وقت سفید بال بیس سے متجاوز نہ تھے۔

دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت روشن و فروزاں تھی۔ سیدنا سائب بن زید فرماتے ہیں میں نے دھاگے کی گھنڈی کی طرح دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت کی زیارت کی، اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا[32]۔

صحیح مسلم[33] میں سیدنا جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ بال مبارک میں مانگ مبارک نکالتے تھے۔ جب تیل لگاتے تو سیدھے ہو جاتے اور اس وقت جب سر

[32] اس کے علاوہ بخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، رقم: 187 (1:81) اور کئی مواقع پر مسلم، کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ، رقم: 6040(15:97 طبع معرفۃ)

[33] مسلم، کتاب الفضائل، رقم: 6037 (15:96 طبع المعرفۃ)

مبارک میں تیل نہ ہوتا یہ مانگ مبارک ظاہر و عیاں ہوتی۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ ایک شخص نے پوچھا کیا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا، فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح تاباں اور روشن اور گول تھا، دونوں کاندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کے برابر مہر نبوت نمایاں و عیاں تھی اور دوسری روایت میں مانگ مبارک کی جگہ بالوں میں چند بالوں کے سفید ہونے کا ذکر ہے۔

صحیح بخاری و مسلم[34] کی روایت میں ہے کہ سیدنا انس فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کا جسم مبارک سرخی مائل سفید تھا جس پر موتیوں کی طرح پسینہ مبارک چمکتا تھا۔ جب چلتے تو یوں لگتا کہ گویا چڑھائی سے نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہ ریشم کو پایا نہ مشک و عنبر میں ایسی خوشبو پائی جیسی کہ آپ ﷺ کے جسم مطہر سے آتی تھی۔

اس حدیث کو ہم نے مشائخ سے مصافحہ کے ساتھ سرکار ﷺ تک سنا[35]

[34] بخاری، مناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رقم: 4454 (3:13:2) اور مسلم باب الفضائل، رقم: 6088(18:85 معرفۃ)

[35] میلاد المسلسلات (ص131) و مسلسلات ابی طلیعہ (ص62)

سرکار ﷺ کے اخلاق مبارکہ

سیدہ عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا کہ سرکار ﷺ کے اخلاق مبارکہ کیسے تھے؟ فرمایا وہ قرآن کا عملی نمونہ تھے۔ جس سے قرآن راضی ہوتا ہے اس سے راضی اور جس کو قرآن ناپسند فرماتا ہے[36]۔ اس کو ناپسند فرماتے تھے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر اور شجاع تھے۔ سیدنا علی فرماتے جب جنگ زوروں پر ہوتی تو ہم سرکار ﷺ کے دامن مبارک میں پناہ لیتے[37] اور سیدنا انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں چار چیزوں سے فضیلت دیا گیا: پہلا سخاوت، دوسرا شجاعت، تیسرا مردانہ طاقت اور مضبوط پکڑ (سخت گرفت)[38]۔

سیدنا جابر فرماتے ہیں کہ جب کبھی سرکار ﷺ سے کوئی بھی سوال کیا گیا کبھی سرکار ﷺ نے "نہ" نہیں فرمایا[39]۔ [نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا]

سیدنا انس روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سائل نے، جب دو پہاڑوں کے درمیان پوری وادی مویشیوں سے بھری ہوئی تھی آپ سے ان کا سوال کیا، سرکار ﷺ

[36] طبرانی، المعجم الاوسط، رقم: 72 (1:30) بیہقی، شعب الایمان، رقم: 428 (2:154)

[37] الحاکم فی المستدرک (2:143) اور فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

[38] طبرانی اوسط میں (7:49) اور ھیثمی نے اس کے رجال کی توثیق کی (8:269)

[39] بخاری نے الادب المفرد، رقم: 279 مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا، رقم: 5972 (15:71)

نے اس کو عطا فرما دیں وہ اپنی قوم سے کہنے لگا کہ تم سب محمد ﷺ پر ایمان لے آؤ کہ وہ ایسی بخشش فرماتے ہیں کہ فقر کا ڈر بھی انہیں نہیں ہوتا[40]۔

محبوب کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ بردبار تھے جب آپ کو کافروں کی ایک قوم پر بددعا کا کہا گیا تو فرمایا میں عذاب نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں[41]، جب دندان مبارک زخمی ہوئے اور سر مبارک پر چوٹ آئی تو بھی یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ نادان ہیں[42]۔

کنواری پردہ نشینوں سے زیادہ حیاء فرمانے والے تھے۔ کبھی کسی کو سخت نظروں سے نہ دیکھتے۔ سیدۃ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ازواج مطہرات کے پاس بھی برہنہ سر آتے نہیں دیکھا نہ میں نے ان کے ستر کو دیکھا نہ انہوں نے میرے[43]۔

اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑا جاتا تو غضب فرماتے اور جب غضب فرماتے تو کوئی آپ ﷺ کے سامنے کی تاب نہ رکھتا۔ ہمیشہ

[40] مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ شیئا قط فقال: لا و کثرۃ عطائہ، رقم: 5974-5975 (15:72 المرقو)

[41] مسلم، ابوہریرہ سے کتاب: البر و الصلۃ باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، رقم: 6556 (16:366 المرقو)

[42] بخاری کتاب استتابہ المرتدین و المعاندین و قتالھم، باب اذا عرض الذمی بسب النبی ﷺ، رقم: 6530 (6:2539)

[43] ابو شیخ نے اس کی تخریج کی اور دیکھئے جامع الآثار (4:2025)

دو کاموں میں سے آسانی والے کو اختیار فرماتے مگر یہ کہ وہ گناہ ہوتا تو اس سے سب سے زیادہ دوری اختیاری فرمانے والے ہوتے۔

کبھی کھانے کو عیب نہ لگاتے خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ نہ کبھی ٹیک لگا کر کھاتے، نہ کبھی خوان پر کھانا تناول فرمایا نہ روغنی روٹی کھائی۔ تربوز کو کھجور اور ککڑی کے ساتھ تناول فرمایا اور فرماتے ایک کی گرمی کو دوسرے کی خنکی ختم کر دے گی۔ میٹھے اور شہد کو پسند فرماتے اور سب سے پسندیدہ پینا ٹھنڈا اور میٹھا پینا ہوتا۔

سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ کبھی آپ ﷺ نے پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہ کھائی اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر مہینہ اور دو دو مہینے گزر جاتے اور آپ ﷺ کے کاشانہ مبارک میں سے کسی گھر میں چولہا بھی نہ جلتا اور بس ان کی غذا پانی اور کھجور ہوتی[44]۔

سب سے زیادہ تواضع فرمانے والے تھے۔ اپنی پاپوس خود سیتے، اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے، اپنے گھر والوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے اور بکری کو خود دوہتے، مریض کی عیادت فرماتے، غنی اور فقیر سب کی دعوت قبول فرماتے۔ مسکینوں سے محبت فرماتے اور ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے اور ان کے مریضوں کی عیادت فرماتے، نہ فقیروں کو ان کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر جانتے، نہ کسی بادشاہ سے اس کی حکومت کی وجہ سے رعب زدہ

[44] بخاری، کتاب الأطعمة، باب ما کان النبی صل اللہ علیہ وسلم و اصحابہ یاکلون /رقم: 5098 (5:2062)

ہوتے نہ کسی سے ناپسندیدہ اخلاق کے ساتھ پیش آتے، معذرت کرنے والوں کی معذرت قبول فرماتے، خچر اور دراز گوش پر سواری فرماتے اور دوسروں کو ساتھ بٹھاتے، کسی کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے اور فرماتے "میری پیٹھ کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دو"[45]۔

جنگ خندق میں سختی پیش آئی تو (اگرچہ دونوں جہانوں کے خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ کو دے دی گئیں تھیں) بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت فرماتے، یاوہ گوئی سے پرہیز فرماتے، نماز طویل پڑھتے اور خطبہ مختصر ہوتا، غلاموں اور بیواؤں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ فرماتے، بدبو کو ناپسند اور خوشبو کو پسند فرماتے، برگزیدہ لوگوں اور عزت والوں کی عزت فرماتے اور جائز کھیل دیکھتے اور منع نہ فرماتے اور مزاح فرماتے لیکن اس میں ہمیشہ سچ ہی بولتے۔

آپ ﷺ کے معجزات مبارکہ

ان میں سب سے عظیم معجزہ قرآن پاک ہے جس کی دن رات تلاوت کی جاتی ہے اور تمام جن وانس اس جیسی نہ صرف ایک سورت بلکہ ایک آیت لانے سے قاصر وعاجز ہیں۔ تمام انبیاء کے معجزات صرف ان کے زمانے تک باقی رہے مگر آپ ﷺ کا یہ معجزہ ہمیشہ باقی رہے گا اور جیسا کہ قرآن پاک اور احادیث کے کئی طرق سے ثابت ہے، چاند آپ

[45] احمد مسند جابر بن رقم 15355 (5:271.273 ط. عالم الکتب)

ﷺ کے اشارے سے ٹکڑے ہو گیا اور جیسا کہ حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ گوہ نے آپ ﷺ سے کلام کیا[46]۔

آپ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ آپ ﷺ کی امت کسری کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گی اور کسری اور روم کے ملکوں کو آپ ﷺ کی امت فتح کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ کہ آپ ﷺ کی امت چھوٹی آنکھ والوں اور چوڑے چہرے والوں اور دبے ہوئے ناک والوں سے قتال کرے گی۔ شام اور یمن فتح ہوں گے اور بے شک آپ ﷺ کی امت ایسی زمین کو فتح کرے گی [جہاں قیراط کا ذکر ہوتا ہے] اور یہ کہ اویس قرنی یمن سے تشریف لائیں گے اور ان کو برص کی بیماری تھی جس سے وہ مکمل شفایاب ہو گئے مگر ایک درہم کے برابر نشان باقی رہ گیا ہے۔ ایک دفعہ تیز ہوا چلی تو فرمایا کہ یہ ایک منافق کے مرنے پر چلی ہے[47]۔ سیدنا جابر فرماتے ہیں کہ جب مدینہ شریف پہنچے تو ہمیں پتہ چلا کہ واقعی منافقین کا ایک سردار مر گیا ہے۔ آپ ﷺ نے بکری کے گوشت سے ایک لقمہ تناول فرمانا چاہا تو کہا کہ یہ مجھے خبر دیتی ہے کہ یہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے جب معلوم کیا گیا تو ایسا ہی تھا[48]۔ جب پہاڑ حرکت کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر

[46] کنز العمال، رقم: 35361 میں فرمایا اور حاکم نے معجزات میں اس کی تخریج فرمائی لیکن میں نے مستدرک میں اسے نہیں پایا، طبرانی اوسط میں رقم: 5916 اور صغیر (2:64)

[47] مسلم کتاب صفات المنافقین و احکامھم، رقم: 6972 (17:125)

جا کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں تو پہاڑ ٹھہر گیا اور وہ ابو بکر صدیق و فاروق اعظم اور عثمان غنی تھے[49]۔

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو ملاحظہ فرمایا اور میری امت کا ملک جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی تھی وہاں تک ہو گا[50]۔ بخاری شریف میں ہے کہ حدیبیہ میں جب آپ ﷺ کے ساتھ ۱۳۰۰ صحابی تھے آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمہ جاری ہوا، جس سے ان سب نے وضو بھی کیا اور پانی سیر اب ہو کر پیا بھی[51]۔ اور ایک مرتبہ جب وہ ۹۰ اور ۸۰ کے درمیان تھے اور ایک دفعہ جب چالیس صحابی تھے سیدنا عمر فرماتے ہیں کہ ہم سب اس پانی سے سیر اب ہو گئے اور کوئی کمی بھی نہ ہوئی[52]۔

آپ ﷺ کی ہتھیلی میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور کھانا نے بھی کہ وہ بھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس کی تسبیح کی آواز صاف سنی جاتی تھی اور پتھر آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے اور بھیڑیے نے آپ ﷺ کی گواہی دی اور ایک اونٹ جو پانی کھینچ رہا تھا جب آپ ﷺ اس کے قریب سے گزرے تو اپنی بولی میں فریاد کناں ہوا۔ سرکار

[48] ابو داؤد، بیوع، باب اجتناب الشبہات، رقم: 3334 (3:248)

[49] بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی صلی اللہ علیه وسلم "لو كنت متخذا خليلا"، رقم: 3172 (3:1344)

[50] مسلم، کتاب الفتن، باب ھلاك ھذه الامة، رقم: 2187 (18:221)

[51] بخاری، وضوء، باب التماس الوضوء، رقم 167 (1:21)

[52] بخاری، تیمم، باب الصعيد الطيب وضوء المسلم، رقم: 337

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے فرمایا کہ یہ اونٹ تیری شکایت کر رہا ہے کہ تو اسے اذیت دیتا ہے[53]. اور ایسے دو سرکش اونٹوں نے، جن کو ان کے مالک قابو نہ کر سکتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا اور درخت کو جب بلایا تو زمین چیرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور دو درختوں کو حکم فرمایا تو دونوں ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو گئے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت فرمائی تو جب ان کو حکم فرمایا تو اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گئے اور کھجور کی شاخ (عرق) کو بلایا تو وہ درخت سے زمین پر آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئی پھر جب اس سے فرمایا اپنی جگہ واپس چلی جا تو واپس لوٹ گئی اور جب چھ اونٹنیوں کو ذبح فرمانے لگے تو ہر اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں سبقت کرنے لگی کہ اسے پہلے ذبح فرمائیں۔

ہر اک کی آرزو ہے پہلے اس کو ذبح فرمائیں تماشہ کر رہے ہیں مرنے والے عید قرباں میں

یوم احد جب سیدنا قتادہ ابن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر ان کے رخسار پر آرہا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو واپس اپنی جگہ پر لگا دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور دیدہ ور ہو گئی اور اس کے بعد جب کبھی دوسری آنکھ کو آشوب چشم ہوتا تو بھی یہ صحیح سالم رہتی اور سیدنا علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کی آنکھوں میں غزوہ خیبر کے دن لعاب دہن ڈالا تو آشوب چشم فوراً صحیح ہو گیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی اس بیماری کی شکایت کرنے حاضر ہوئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو فوراً ٹھیک ہو گئے

[53] المستدرک للحاکم (2:99,100)

اور عبد اللہ بن عتیک کی ٹانگ ٹوٹ گئی، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا، اسی وقت ٹھیک ہو گئی اور یہ بشارت دی کہ امیہ بن خلف قتل کر دیا جائے گا تو ایسا ہی ہوا اور مشرکین بدر کی مرنے کی جگہوں کی نشاندہی فرمائی اور فرمایا ان شاء اللہ یہاں پر یہ قتل ہو گا اور یہاں پر فلاں تو کوئی بھی اپنی جگہ سے سرمو نہ کھسکا[54] اور یہ بشارت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ایک جماعت سمندر میں جہاد کرنے جائے گی، جس طرح بادشاہ اپنے تختوں پر جاتے ہیں اور انس بن مالک کی خالہ ام حرام ان میں ہوں گی، تو ایسا ہی ہوا۔

سیدنا عثمان غنی کے متعلق خبر دی کہ انکو بلوائی شہید کریں گے اور سیدنا حسن مجتبیٰ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہ میں صلح کروائے گا تو انہوں نے سیدنا امیر معاویہ کے لئے خلافت سے دست برداری اختیار کی[55]، اور جس رات کو اسود عنسی کذاب (جھوٹے مدعی نبوت) قتل کیا گیا اس کی خبر پہلے سے دی اور یہ کہ اسے کون قتل کرے گا جبکہ یہ واقعہ یمن میں ہوا۔ تو اسی طرح ہوا جس طرح سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اور اسی طرح کسریٰ کے بارے میں بھی خبر ارشاد فرمائی تھی۔

ایسا شخص جو بظاہر مسلمان تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں بھی شریک تھا، اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ جہنمیوں میں سے ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس نے بالآخر

[54] مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة بدر، رقم: 4597(12:234)

[55] بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن و الحسين، رقم: 3536(3:1369)

نعت شریف

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

انبیا کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسمِ پُرنور بھی روحانی ہے

اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے

اُس کی اَزواج کو جائز ہے نکاح
اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حَیِّ اَبدی ان کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

پیغامِ اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیارے بھائیوں تم سب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبند ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف، صفحہ نمبر ۱۳ از مولانا حسنین رضا)

مدرسۃ المصطفیٰ پاکستان (کراچی)